قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

بدھ 29 ستمبر 2021ء | 21 صفر 1443 ہجری قمری | 29 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:231

فرمانِ رسول ﷺ

درود پڑھنے کا طریق

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے احباب سے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو بہت اچھی طرح سے بھیجا کرو۔ تمہیں کیا معلوم کہ ہوسکتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے حضور پیش کیا جاتا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ سامعین نے ان سے کہا آپ ہمیں اس کا طریقہ بتائیں۔ انہوں نے کہا یوں کہا کرو۔ اے اللہ! اپنی جناب سے درود بھیج، رحمت اور برکات نازل فرما، سید المرسلین اور متقیوں کے امام اور خاتم النبیین محمد اپنے بندے اور اپنے رسول پر جو ہر نیکی کے میدان کے پیشوا اور ہر نیکی کی طرف لے جانے والے ہیں اور رسول رحمت ہیں۔ اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ کو ایسے مقام پر فائز فرما جس پر پہلے اور پچھلے سب رشک کریں۔ (پھر اس کے بعد مسنون درود پڑھا)

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

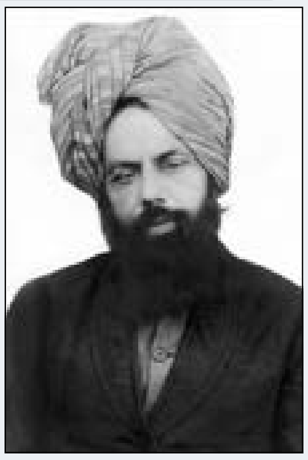

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب: 57)

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 301-302)

’’خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔ آنحضرت ﷺ یا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے کسی نے وراثت سے تو عزت نہیں پائی۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والد ماجد عبد اللہ مشرک نہ تھے لیکن اس نے نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا۔ ان صدقوں کے باعث جو ان کی فطرت میں تھے، یہی فضل کے محرک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابو الانبیاء تھے انہوں نے اپنے صدق و تقویٰ سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا۔ خود آگ میں ڈالے گئے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی صدق وصفا دیکھئے۔ آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پروا نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب: 57) ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبی پر۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 37، ایڈیشن 1984)

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۷﴾

(الاحزاب: 57)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

تو یہ ہیں برکات اور فیض جو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ یہی وسیلہ ہے جس سے اب ہمارے ذاتی فیض بھی اور جماعتی فیض اور برکات اور ترقیات وابستہ ہیں۔ آج جمعہ کا دن بھی ہے اور جمعہ کے دن آنحضرت ﷺ نے اپنے پر درود بھیجنے کی مومنوں کو خاص طور پر تاکید فرمائی ہے جیسا کہ اس حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین ایام میں سے ایک جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدم پیدا کئے گئے، اسی روز انہیں وفات دی گئی۔ اسی دن نفخ صور ہوگا اور اسی روز غشی ہوگی۔ پس اسی روز تم مجھ سے کثرت سے درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھ تک ... پہنچایا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ کا وجود بوسیدہ ہو چکا ہوگا یعنی کہ جسم مٹی بن گیا ہوگا اس وقت ہمارا دُرود آپ کو کیسے پہنچایا جائے گا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ)

آج ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کا جلسہ بھی شروع ہو رہا ہے۔ ان تین دنوں میں بھی خاص طور پر اس طرف توجہ دیں اور بہت زیادہ درود پڑھیں تاکہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کے فیض آپ کو ان تین دنوں میں بھی نظر آئیں۔ اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت دعائیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دعاؤں کو آپ سب کے حق میں قبول فرمائے اور آپ سب کو ان کا وارث کرے اور ہمیشہ اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازتا رہے۔ آمین۔

(خطبہ جمعہ 5/ ستمبر 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- وہ کول ہاتھ ہی چاہیے ہیں ان زخموں کے سہلاوں کو (منظوم)
- احکام خداوندی
- مختلف ممالک کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات
- خلفائے احمدیت کی جانب سے حفظِ قرآن کریم کی تحریکات

دربارِ خلافت

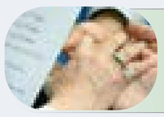

صحابہؓ کی کچھ روایات جن میں اُن کے صبر و استقامت پر روشنی پڑتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’جب تک استقامت نہ ہو بیعت بھی ناتمام ہے۔ انسان جب خدا تعالیٰ کی طرف قدم اُٹھاتا ہے تو راستہ میں بہت سی بلاؤں اور طوفانوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ جب تک اُن میں سے انسان گزر نہ لے منزل مقصود کو پہنچ نہیں سکتا‘‘۔ فرمایا کہ ’’امن کی حالت میں استقامت کا پتہ نہیں لگ سکتا کیونکہ امن اور آرام کے وقت تو ہر ایک شخص خوش رہتا ہے اور دوست بننے کو تیار ہے۔ مستقیم وہ ہے کہ سب بلاؤں کو برداشت کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 515۔ ایڈیشن 2003ء)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ تلقین فرماتے ہوئے کہ استقامت کس طرح حاصل ہوسکتی ہے فرمایا کہ:

’’درود شریف جو حصولِ استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن اور احسان کو مدِنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لیے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیتِ دُعا کا شیریں اور لذیذ پھل تُم کو ملے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 38۔ ایڈیشن 2003ء)

پھر ایک موقع پر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

’’دل کی استقامت کے لئے بہت استغفار پڑھتے رہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 183۔ ایڈیشن 2003ء)

اس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہؓ کی کچھ روایات جن میں اُن کے صبر و استقامت پر روشنی پڑتی ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اُن کے ساتھ کیا پیار کا سلوک ہوتا تھا؟ کس طرح اُن کی دعائیں بھی قبول ہوتی تھیں؟ اُس کے بارے میں بیان کروں گا۔

حضرت نور محمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ 7/جنوری 1906ء کو میں مع عیال خود بلوچستان چلا گیا۔ (بلوچستان میں تھے) وہاں پہنچ کر جب میرے استاد مولوی محمد صاحب امام مسجد اہلحدیث نے سنا تو مجھ کو طلب کیا۔ (یعنی قادیان آئے تھے وہاں سے بیعت کر کے واپس گئے) اور کہا کہ مرزا صاحب کتابوں میں تو اچھا لکھتے ہیں مگر درپردہ تلقین کچھ اور کرتے ہیں۔ (یعنی لکھتے کچھ اور ہیں اور کہتے اپنے مریدوں کو کچھ اور ہیں۔) کہتے ہیں چنانچہ حضرت اقدس کے حضور خط لکھ کے عرض کیا گیا تو حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے قلم سے جواب ملا کہ ہماری تلقین دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل پر کمی یا زیادتی کرنے والا لعنتی ہے۔ یہ جواب جب مولوی صاحب کو دکھایا گیا تو اُس نے اور تو کچھ نہ کہا، صرف یہ کہا کہ سناؤ تم کو بھی الہام ہوا ہے یا نہیں۔ (یعنی مذاق اُڑانا شروع کیا) تو مَیں نے کہا کہ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اخبار میں یہ پڑھ کر کہ لوگوں کو ہمارے متعلق خدا سے پوچھنا چاہئے، تو مَیں نے دعا کی تھی اور مجھے الہام ہوا تھا کہ ’’صادق ہے، قبول کرلو‘‘۔ اس کے بعد کہتے ہیں مَیں جدھر جاتا، بازار میں چلتا، بلکہ دفتر کے اندر باہر مجھے چڑانے کے لئے لوگ آوازیں کستے اور مجھے چھیڑنے کے لئے کہ مَیں مسیح موعود کی بیعت کر کے آیا ہوں تو چپڑاسی کو کوئی افسر کہہ رہا ہے کہ حقہ موعود لے کر آؤ، بلی موعود کو مارو، کاغذ موعود لاؤ۔ اس قسم کی بیہودہ قسم کی باتیں شروع کر دیں، وغیرہ وغیرہ۔ تو کہتے ہیں کہ میری اُس وقت کی دعائیں یہ ہوتی تھیں کہ اے مولیٰ کریم! حضرت مسیح موعود کے طفیل میری فلانی دعا قبول فرما۔ اور ہر اتوار کو حضرت اقدس کے حضور عریضہ لکھ دیا کرتا۔ چنانچہ ایک دعا میری یہ تھی کہ بطفیل حضرت صاحب کوئٹہ سے ترقی پر میری تبدیلی فرما کیونکہ میرا افسر خان بہادر محمد جلال الدین سی آئی ای پولیٹیکل ایڈوائزر قلّات تھا اور وہ بھی احمدیت کا سخت مخالف تھا تو مَیں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے دفتر سے تبدیل فرمادے اور تبدیلی بھی ترقی کے ساتھ ہو۔ کہتے ہیں تین روز نہیں گزرے تھے کہ میں مستوفی صاحب لاڑی کا سرشتہ دار ہو کر تبدیل ہوگیا۔ وہاں پہنچتے ہی جب مَیں نے دیکھا کہ مَیں تنہا ہوں تو حضرت صاحب کے حضور روزانہ دعا کے لئے ایک کارڈ لکھنا شروع کیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُس کے نتیجے میں وہاں بارہ آدمی ایک سال کے اندر اندر احمدی بنائے اور اس کثرت سے مجھ پر الہامات کا دروازہ کھلا کہ کوئی رات نہ جاتی تھی کہ کوئی نہ کوئی الہام نہ ہوتا ہو۔

روایت کے رجسٹر میں یہاں لکھنے والے نے کچھ آگے پیچھے لکھا ہوا ہے بہرحال پھر آگے روایت یہ چلتی ہے کہ شادی خان نامی ایک قصاب تھا جو احمدی ہوگیا اور وہاں ایک میاں گل صاحب بھی تھے جو بلوچوں کے سردار تھے اور اُن کو بھی جب پتہ لگا کہ شادی خان احمدی ہوگیا ہے تو انہوں نے اپنے لوگوں کو کہا کہ شادی خان کا گوشت

بقیہ صفحہ 9 پر

وہ کومل ہاتھ ہی چاہیے ہیں ان زخموں کے سہلاون کو

نہ کُوک کوئلیا کُوکُوکُوتو آگ لگا اِس ساون کو
من میرا بے کل بے کل ہے، نیناں ڈھونڈیں من بھاون کو
جب تک بھادوں کی جھڑی رہی، مَیں بیچ جھرو کے کھڑی رہی
برکھا بھی جھر جھر برسے ہے مجھ بِرہن کے کلپاون کو
جب آس کی فصلیں پکتی ہیں اور باس فضا میں رَچتی ہے
تو بجلی تڑپن لاگے ہے کھلیان میں آگ لگاون کو
جو بستی پیچھے چھوڑ آئی یادوں میں سمائی رہتی ہے
من میرا مچلا جائے ہے پھر اُس بستی میں جاون کو
جس تن لاگے سو تن جانے پر پریم نگریا میں یارو!
سب لوکاں دوڑے آتے ہیں دُوجوں کا درد بٹاون کو
اک پیتم واں پہ سوئے ہے نہ منہ کھولے نہ بات کرے
پر پریمی پَل پَل جاتے ہیں چرنوں میں پھول چڑھاون کو
اُس دَر کی پُجارن کو لوگو کب جگ کا لوبھ لبھائے ہے
کہ رام کی سیتا نجروں میں کب لاوے پاپی راون کو
سب گوپیاں دوڑی آوے تھیں جب کانوں میں یہ بانگ پڑی
کہ کرشن کنہیا آویں گے سُندرتا رُوپ دکھاون کو
جا دَوڑ لپٹ جا سینے سے من موہن سامنے بیٹھا ہے
پگلی ہے ساری عمر پڑی گھبراون کو، شرماون کو
یہ وقت کا پنچھی تو آگے سے آگے اُڑتا جائے ہے
جو بِیت گیا سو بِیت گیا پھر کیا رہوت پچھتاون کو
اِن اونچے پیِڑھے والوں کا اس وقت تماشا کیا ہو گا
تقدیر کا ڈمرو باجے گا جب ِ تگنی ناچ نچاون کو
کیا رام دوارے جاؤں مَیں پگ پگ پہ ٹھوکر لاگے ہے
ہر جا اِک سُندر مُورت ہے مجھ مُورکھ کے بہکاون کو
لَوٹی تو نیناں جل تھل تھے سینے پہ دُونا بوجھ پڑا
مَیں کِس چوپال میں جا بیٹھی تھی اپنا جی بہلاون کو
سَر بھاری، پِنڈا دُکھتا ہے، من پھوڑا، نظریں گھائل ہیں
وہ کومل ہاتھ ہی چاہیے ہیں ان زخموں کے سہلاون کو
پی گھر آئیں تو یہ نہ ہو کہ آنگن میں اندھیارا ہو
سومن کا تیل نچوڑا ہے نینوں کے دِیپ جلاون کو

(کلام صاحبزادی امۃ القدوس بیگم)

(ہے دراز دستِ دعا مرا صفحہ 199۔201)

قدسیہ نور والا۔ ناروے

احکام خداوندی

قسط نمبر 10

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

انفاق فی سبیل اللہ

’’میں نے بتادیا کہ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ روپیہ پیسہ سے مخصوص نہیں خواہ جسمانی ہو یا علمی سب اس میں داخل ہے۔ جو علم سے دیتا ہے وہ بھی اسی کے ماتحت ہے۔ مال سے دیتا ہے وہ بھی داخل ہے۔ طبیب ہے وہ بھی داخل ہے۔‘‘

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اللہ کے دیے میں سے خرچ کرنا

- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا بَیۡعٌ فِیۡهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ۔

(البقرہ: 255)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے پیشتر اس کے کہ وہ دن آ جائے جس میں نہ کوئی تجارت ہوگی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی شفاعت۔

استطاعت کے مطابق خرچ کرنا

- وَ یَسۡـَٔلُوۡنَكَ مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ ۬ؕ قُلِ الۡعَفۡوَ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَتَفَكَّرُوۡنَ۔

(البقرہ: 220)

اور وہ تجھ سے (یہ بھی) پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ ان سے کہہ دے کہ (ضروریات میں سے) جو بھی بچتا ہے۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے (اپنے) نشانات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تا کہ تم تفکّر کرو۔

آسائش اور تنگی میں انفاق فی سبیل اللہ

- اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡكٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔

(آل عمران: 135)

وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

موت کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرو

- وَ اَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡ لَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ۔

(المنافقون: 11)

اور خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں دیا ہے پیشتر اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو وہ کہے اے میرے ربّ! کاش تو نے مجھے تھوڑی سی مدت تک مہلت دی ہوتی تو میں ضرور صدقات دیتا اور نیکوکاروں میں سے ہو جاتا۔

محبوب چیز خرچ کئے بغیر نیکی کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں کیا جاسکتا

- لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ۔

(آل عمران: 93)

تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔

صدقہ میں ردی اور ناکارہ چیز دینے سے پرہیز

- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ وَ مِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ ۪ وَ لَا تَیَمَّمُوا الۡخَبِیۡثَ مِنۡهُ تُنۡفِقُوۡنَ وَ لَسۡتُمۡ بِاٰخِذِیۡهِ اِلَّاۤ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِیۡهِ۔

(البقرہ: 268)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جو کچھ تم کماتے ہو اس میں سے اور اس میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین میں سے نکالا ہے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو۔ اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے وقت اس میں سے ایسی ناپاک چیز کا قصد نہ کیا کرو کہ تُم اُسے ہرگز قبول کرنے والے نہ ہو سوائے اس کے کہ تم (سبکی کے خیال سے) اس سے صرفِ نظر کرو۔

صدقے کو احسان جتلا کر یا اذیت دے کے ضائع کرنے کی ممانعت

- یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِكُمۡ بِالۡمَنِّ وَ الۡاَذٰی ۙ كَالَّذِیۡ یُنۡفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ۔

(البقرہ: 265)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر یا اذیت دے کر ضائع نہ کیا کرو۔ اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کی خاطر خرچ کرتا ہے اور نہ تو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ یومِ آخر پر۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو بشارت

- وَ بَشِّرِ الۡمُخۡبِتِیۡنَ۔ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَ الصّٰبِرِیۡنَ عَلٰی مَاۤ اَصَابَهُمۡ وَ الۡمُقِیۡمِی الصَّلٰوةِ ۙ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ۔

(الحج: 35-36)

اور عاجزی کرنے والوں کو بشارت دے دے۔ ان لوگوں کو کہ جب اللہ کا ذکر بلند کیا جاتا ہے تو ان کے دل مرعوب ہو جاتے ہیں اور جو اس تکلیف پر جو انہیں پہنچی ہو صبر کرنے والے ہیں اور نماز کو قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

انفاق فی سبیل اللہ سے رکنا ہلاکت ہے

- وَ اَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡكُمۡ اِلَی التَّهۡلُكَةِ ۚۖۛ وَ اَحۡسِنُوۡا ۚۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۹۶﴾

(البقرہ: 196)

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور احسان کرو یقیناً اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

نافرمانوں سے صدقہ قبول نہ کرنے کا حکم

- قُلۡ اَنۡفِقُوۡا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا لَّنۡ یُّتَقَبَّلَ مِنۡكُمۡ ؕ اِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ۔ وَ مَا مَنَعَهُمۡ اَنۡ تُقۡبَلَ مِنۡهُمۡ نَفَقٰتُهُمۡ اِلَّاۤ اَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوۡلِهٖ وَ لَا یَاۡتُوۡنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمۡ كُسَالٰی وَ لَا یُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا وَ هُمۡ كٰرِهُوۡنَ۔

(التوبہ: 53-54)

تو کہہ دے کہ خواہ تم خوشی سے خرچ کرو خواہ کراہت کے ساتھ، ہرگز تم سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ یقیناً تم ایک بدکردار قوم ہو۔ اور انہیں کسی چیز نے اس بات سے محروم نہیں کیا کہ ان سے ان کے اموال قبول کئے جائیں سوائے اس کے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا انکار کر بیٹھے تھے نیز یہ کہ وہ نماز کے قریب نہیں آتے تھے مگر سخت سستی کی حالت میں۔ اور خرچ بھی نہیں کرتے تھے مگر ایسی حالت میں کہ وہ سخت کراہت محسوس کرتے تھے۔

مخفی اور اعلانیہ طور پہ خرچ کرنا

- قُلۡ لِّعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُنۡفِقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً۔

(ابراہیم: 32)

تو میرے اُن بندوں سے کہہ دے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے مخفی طور پر بھی اور علانیہ طور پر بھی خرچ کریں۔

(700 احکام خداوندی از حنیف محمود)

سید عمار احمد

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

بابت مختلف ممالک اور شہور

قسط 4

ارشادات برائے لندن، فرانس و پیرس

کچھ عرصہ ہوا کہ مفتی محمد صادق صاحب نے ایک خط مسٹر پگٹ مدعی مسیح کو لندن میں لکھ کر مزید حالات اس کے دعویٰ کے دریافت کئے تھے اس کے جواب میں پگٹ کے سکرٹری نے دو اشتہار اور ایک خط روانہ کیا تھا وہ حضرت کو سنائے۔ پگٹ کے اشتہار کا عنوان انگریزی لفظ میں تھا جس کے معنے ہیں کشتی نوح۔

فرمایا: اب ہماری سچی کشتی نوح جھوٹی پر غالب آ جائے گی۔

اور فرمایا کہ یورپ والے کہا کرتے تھے کہ جھوٹے مسیح آنے والے ہیں سو اول لنڈن میں جھوٹا مسیح آ گیا اس کا قدم اس زمین میں اول ہے بعد ازاں ہمارا ہوگا جو کہ سچا مسیح ہے اور یہ جو حدیثوں میں ہے کہ دجال خدائی اور نبوت کا دعویٰ کرے گا تو موٹے رنگ میں اب اس قوم نے وہ بھی کر دکھایا۔ ڈوئی امریکہ میں نبوت کا دعوی کر رہا ہے اور پگٹ لندن میں خدائی کا دعوی کر رہا ہے۔ اپنے آپ کو خدا کہتا ہے پگٹ کا خدا ہونا دوسرے لفظوں میں یہ گویا انجیل کی شرح آئی ہے اسے ایک فائدہ ہوا ہے کہ مسیح کو خدا ماننے سے چھوٹ گیا کیونکہ آپ جو ساری عمر کے لئے خود خدا ہو گیا۔

(ملفوظات جلدسوم جدید ایڈیشن صفحہ 374-375)

شیخ رحمت اللہ صاحب لاہور سے مخاطب ہو کر ان سے ان کے حالات اور عرصہ سفر دریافت فرمایا۔ اس کے بعد مسٹر پگٹ کی نسبت آپ نے شیخ صاحب سے استفسار فرمایا کہ آپ اس سے ملنے گئے تھے۔ شیخ صاحب موصوف نے عرض کی کہ میرے روانہ ہونے سے ایک دن پیشتر مجھے خط ملا تھا میں اسی روز اپنے دو دوستوں سمیت اس کے مکان پر گیا۔ مگر ہمیں یہی جواب ملتا رہا کہ تم اس وقت اسے مل نہیں سکتے۔ شیخ صاحب کو ایک اور فرزند ان کی ولایتی منکوحہ سے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے جس کا نام عبد اللہ حضرت اقدس کے ارشاد کے مطابق رکھا گیا ہے اس کے حالات دریافت کر کے فرمایا کہ:

لنڈن میں وہ اوّل ولد الاسلام ہے۔

بعد ازاں طاعون اور ٹیکہ کا ذکر ہوتا رہا۔ اور ٹیکہ کی نسبت حضرت اقدس نے فرمایا:

آخر کار آسمانی ٹیکہ ہی رہ جاوے گا۔

(ملفوظات جلدسوم جدید ایڈیشن صفحہ 399)

یہ وہ تمام اخبارات جو کہ ردّ نصاریٰ کے بارے میں یورپ اور امریکہ سے آئے تھے پڑھے جانے کے بعد میاں گل محمد صاحب نے حضرت اقدس کو اپنی طرف مخاطب کیا اور کہا کہ میں آپ کے کہنے کے مطابق آیا ہوں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

ہم نے تو آپ کو بذریعہ تار اور خط کے منع کر دیا تھا کہ آپ نہ آویں۔ علالتِ طبع اور ایک ضروری کام میں مصروفیت کی وجہ سے فرصت نہیں۔ اب آپ آ گئے ہیں تو مجھے آپ کے آنے کی خوشی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ کوئی تحقیق کے واسطے میرے پاس آوے۔ زمانہ دن بدن راستی اختیار کرتا جاتا ہے عیسائی مذہب کی تردید اور کسر صلیب کے لئے جو کچھ مجھے خدا نے عطا کیا ہے اس کو بتلانے کو میں ہر وقت طیار ہوں لیکن دوسرے موقعہ پر جب آپ آویں گے تو جیسے آپ کا حق ہوگا کہ سوال کریں ویسا ہی میرا حق ہوگا کہ ایک سوال کروں اور وہ سوال صرف مسیح کی الوہیت تثلیث اور چال چلن کی نسبت ہوگا لیکن جیسے میں نے اس سوال کو مشخص کر دیا ہے۔ ویسے ہی آپ کو لازم ہے کہ آپ بھی اپنے سوال کو مشخص کر دیویں کہ طیاری کا موقع مل جاوے۔

گل محمد صاحب:۔ ہاں آپ بھی ایک سوال کریں جیسے مجھے تلاشِ حق کی ضرورت ہے ویسے ہی آپ پر ضروری ہے کہ آپ اظہارِ حق کریں۔

حضرت اقدس:۔ یہ آپ سچ کہتے ہیں مگر میرے اظہارِ حق کی شہادت تو یورپ اور امریکہ دے رہا ہے۔ ابھی آپ کے سامنے اخبارات پڑھے گئے ہیں۔

گل محمد صاحب: لیکن ایک بات ضروری ہے کہ اگر میں دوسرے موقعہ پر آؤں اور آپ کو پھر فرصت نہ ہو تو چونکہ میں ایک غریب آدمی ہوں اس لیے آمد ورفت کا خرچہ آپ پر ہوگا۔

حضرت اقدس:۔ اگر غریب ہو تو آمد ورفت کا کرایہ ہم دے دیا کریں گے اگر ہم اس طرح بوجہ نہ ہونے فرصت کے سو دفعہ واپس کریں گے تو سو دفعہ کرایہ دیویں گے۔

میاں گل محمد صاحب نے کرایہ اس دفعہ کا طلب کیا اور اسی وقت ان کی غربت کا خیال کر کے ان کی درخواست پر تین روپے ان کو دے دیئے گئے ان باتوں پر بعض احباب میں چرچا ہوا تو میاں گل محمد صاحب نے حضرت اقدس کو مخاطب ہو کر کہا۔

گل محمد صاحب:۔ آپ تو تمسخر کرتے ہیں۔

حضرت اقدس:۔ یہ یاد رکھے۔ ہمارے کام محض لِلّٰہ ہیں۔ یہاں تمسخر اور مذاق نہیں ہے ہم تو ہر ایک بار اپنے اوپر ڈالتے ہیں۔ اگر تمسخر ہوتا تو یہ زیرباری کیوں اختیار کرتے اور تین روپیہ آپ کو دے دیتے بلکہ تلاشِ حق کے لیے تو کوئی لنڈن سے بھی چل کر آوے تو ہم اس کا کرایہ دینے کو طیار ہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 287-288)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

صرف انگریزی زبان میں کوئی کتنی ہی ترقی کر لے اس کا نتیجہ بجز دنیا کے اور کچھ نہیں ہے۔ یوں دیکھ لینا چاہیئے کہ جو بچّے ایسے ہیں کہ ان کے ماں باپ ہر دو انگریز ہیں ان کا انگریزی میں کمال ان کو دین کے لئے کیا فائدہ دے سکتا ہے کیونکہ یہ زبان وہ نہیں جس کے ساتھ فخر کیا جا سکے۔ معاش بے شک انسان پیدا کر سکتا ہے۔ مگر معاش تو ایک مزدور بھی ویسی ہی پیدا کر لیتا ہے بلکہ وہ مزدور اچھا ہے کیونکہ اس کے ساتھ وساوس نہیں ہیں۔ ہمارا منشا یہ نہیں کہ انگریزی نہ پڑھو۔ خود ہماری جماعت میں بہت انگریزی خوان ہیں اور بی اے، ایم۔ اے تک تعلیم یافتہ ہیں اور معزز سرکاری عہدوں پر ملازم ہیں لیکن ہمارا منشا یہ ہے کہ اس سے نیک فائدہ اُٹھاؤ اور اس کے برے فلسفہ سے بچو جو انسان کو دہریہ بنا دیتا ہے۔

ہر شئے میں ایک اثر ہوتا ہے۔ چونکہ انگریزی زبان میں بہت سی کتابیں اس قسم کی ہیں دہریت یا دہریت کی طرف جھکے ہوئے خیالات اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اس واسطے بغیر کسی زبردست رشد اور فضل الٰہی کے ہر ایک شخص اس سے کچھ نہ کچھ حِصّہ ضرور لے لیتا ہے۔ آجکل دُنیا کے لئے حد سے زیادہ زور لگایا جاتا ہے مگر معاش کے لئے سب دروازے کھلے ہیں۔ افراد کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ دنیا میں بہت لوگ ایسے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا آخرت کے لئے وہ اس قدر محنت اور جان خراشی کرتے ہیں جس قدر کہ وہ دنیا کے لئے کر رہے ہیں۔ ان کو معلوم ہی نہیں کہ اس طرف کا معاملہ بھی کبھی پڑے گا۔

(ملفوظات جلد ہفتم ایڈیشن 1984ء صفحہ 359-360)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب آئے دن سنا جاتا ہے کہ کسی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں ہی مسیح ہوں جو آنے والا تھا یا میں مہدی ہوں جس کا انتظار کیا جاتا تھا۔ یہ کچھ ہمارے لیے مضر نہیں ہیں یہ تو ہماری صداقت کو اور بھی دوبالا کر کے دکھاتا ہے کیونکہ مقابلہ کے سوا کسی کی بھلائی یا برائی کا پورا اظہار نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے اور چند روز پانی اور جھاگ والا معاملہ کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتے یا پاگل خانہ کی سیر کو روانہ کئے جاتے ہیں۔ یہ ہماری صداقت پر مہر ہیں۔ ہر نبی کے ساتھ کوئی نہ کوئی جھوٹا نبی بھی آتا ہے چنانچہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں چار شخص ایسے تھے۔ اسی طرح اس زمانہ کے لیے بھی لکھا تھا کہ بہت سے جھوٹے نبی آویں گے سو یہ لوگ خود ہی اس پیشگوئی کو پورا کرتے ہیں بھلا کوئی بتاوے کہ وہ مہدی سوڈانی اب کہاں ہے؟ یا پیرس کا مسیح کیا ہوا؟ انجام نیک صرف صادق ہی کا ہوتا ہے۔ سارے جھوٹے اور مصنوعی آخر تھک کر رہ جاتے یا ہلاک ہو جاتے ہیں اور جھوٹھ کے انجام کا پتہ دوسروں کے لیے بطور عبرت کے چھوڑ جاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ 241)

مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے مسٹر پگٹ اور فرانس کے ایک جدید مدعی مسیحیت کے متعلق ولایت کے اخبار فری تھنکر سے دو نوٹ پڑھ کر سنائے۔ اور مفتی محمد صادق صاحب نے ڈاکٹر ڈوئی کے اخبار کے بعض پیراگراف سنائے۔

ڈوئی کے ذکر پر پھر حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

یہ وہ شخص ہے جس نے الیاس ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو عہد نامہ کا رسول کہتا ہے۔ ہم نے اس کو دعوت کی ہے کہ اگر تو یسوع مسیح کو خدا سمجھتا ہے تو میں سچ کہتا ہوں کہ میں خدا کی طرف سے مسیح موعود ہو کر آیا ہوں۔ پس تو اس قسم کی دعا کر کہ ہم دونوں میں سے جو کاذب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔ یہ جوش زیادہ تر مجھے اس لیے آیا ہے کہ اس نے تمام مسلمانوں کے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی ہے۔ یہ شخص اسلام کا بڑا دشمن ہے۔

یہ زمانہ اس قسم کا آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے وسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ اور وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ (التکویر:8) کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔ اب سب مذاہب میدان میں نکل آئے ہیں۔ اور یہ ضروری امر ہے کہ ان کا مقابلہ ہو۔ اور ان میں ایک ہی سچا ہوگا اور غالب آئے گا۔ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ (الصّف:10) اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ مقابلہ مذاہب کا شروع ہو گیا ہے۔ اور اس مذہبی کشتی کا سلسلہ نری زبان تک ہی نہیں رہا بلکہ قلم نے اس میں سے سب سے بڑھ کر حصہ لیا ہے۔ لاکھوں مذہبی رسالے شائع ہو رہے ہیں۔ اس وقت مختلف مذاہب خصوصاً نصاریٰ کے جو حملے اسلام پر ہو رہے ہیں۔ جو شخص ان حالات سے واقفیت رکھتا ہے اور اسے ان پر سوچنے کا موقع ملا ہے تو وہ ان ضرورتوں کو دیکھ کر بے اختیار ہو کر اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے اسلام کی طرف زیادہ توجہ کرے۔ جو شخص اسلام پر ان حملوں کی رفتار کو دیکھتا ہے تو وہ اس ضرورت کو محسوس کرتا ہے لیکن جس کو کوئی خبر ہی نہیں ہے وہ ان نقصانوں کی بابت کیا کہہ سکتا ہے جو اسلام کو پہنچائے گئے ہیں۔ مسلمانوں نے نادان دوست کے رنگ میں اور غیر مذاہب والوں خصوصاً

عیسائیوں نے دشمنی کے لباس میں، وہ تو یہی کہتا ہے کہ اسلام کا کیا بگڑا ہے؟ مگر اسے معلوم نہیں کہ اسلام کی ظاہری اور جسمانی صورت میں بھی ضعف آ گیا ہے۔ وہ قوت اور شوکت اسلامی سلطنت کی نہیں۔ اور دینی طور پر بھی وہ بات جو مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ (البینۃ:6) میں سکھائی گئی تھی اس کا نمونہ نظر نہیں آتا ہے۔

اندرونی طور پر اسلام کی حالت بہت ضعیف ہوگئی ہے اور بیرونی حملہ آور چاہتے ہیں کہ اسلام کو نابود کر دیں۔ ان کے نزدیک مسلمان کتوں اور خنزیروں سے بدتر ہیں۔ ان کی غرض اور ارادے یہی ہیں کہ وہ اسلام کو تباہ کر دیں اور مسلمانوں کو ہلاک کریں۔ اگر ایک سچے مسلمان کو ان ارادوں پر اطلاع ملے جو یہ لوگ اسلام کے خلاف رکھتے ہیں تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ ان کے تصور کے صدمہ ہی سے مر جاوے۔ اب خدا کی کتاب کے بغیر اور اس کی تائید اور روشن نشانوں کے سوا ان کا مقابلہ ممکن نہیں اور اسی غرض کے لیے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 244-245)

ارشادات برائے کابل افغانستان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اسی طرح میں امید رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت عملی حالت میں ترقی کرے گی۔ کیونکہ وہ منافق نہیں اور وہ ہمارے مخالفوں نہیں اور وہ ہمارے مخالفوں کے اس طرز عمل سے بالکل پاک ہے کہ جب حکام سے ملتے ہیں تو ان کی تعریفیں کرتے ہیں اور جب گھر میں آتے ہیں تو کافر بتلاتے ہیں۔

سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرز عمل کو پسند نہیں فرماتا۔تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو۔ نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بری کرنے والوں کو معاف کرو۔ کوئی شخص صدیق نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ یکرنگ نہ ہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے اور دورنگی اختیار کرتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے۔مثل مشہور ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ اس وقت میں ایک اور ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سلاطین کو اکثر مہمیں پیش آتی ہیں۔ اور وہ بھی رعایا ہی کے بچاؤ اور حفاظت کے لئے ہوتی ہیں۔تم نے دیکھا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو سرحد پر کئی بار جنگ کرنا پڑی ہے، گو سرحدی لوگ مسلمان ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ حق پر نہیں ہیں۔ ان کا انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنا کسی مذہبی حیثیت اور پہلو سے درست نہیں ہے اور نہ وہ حقیقتاً مذہبی پہلو سے لڑتے ہیں۔ کیا وہ بتلا سکتے ہیں کہ گورنمنٹ نے مسلمانوں کو آزادی نہیں دے رکھی؟ بے شک دے رکھی ہے اور ایسی آزادی دے رکھی ہے جس کی نظیر کابل اور نواح کابل میں رہ کر بھی نہیں مل سکتی۔ امیر کے حالات اچھے سننے میں نہیں آتے۔ ان سرحدی مجنونوں کے لڑنے کی کوئی وجہ بجز پیٹ کے نہیں ہے دس بیس روپے مل جاویں تو وہ غازی پن غرق ہو جاتا ہے۔ لوگ ظالم طبع ہیں جو اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 439-440)

اس ہفتہ میں جو سب سے عجیب اور دلچسپ بات واقع ہوئی اور جس نے ہمارے ایمانوں کو بڑی قوت بخشی وہ ایک چٹھی کا حضرت کے نام آنا تھا۔ اس میں پختہ ثبوت اور تفصیل سے لکھا ہے کہ جلال آباد (علاقہ کابل) کے علاقے میں یوز آسف نبی کا چبوترہ موجود ہے اور وہاں مشہور ہے کہ دو ہزار برس ہوئے کہ یہ نبی شام سے یہاں آیا تھا اور سرکار کابل کی طرف سے کچھ جاگیر بھی اس چبوترے کے نام ہے۔ زیادہ تفصیل کا محل نہیں۔ اس خط سے حضرت اقدس اس قدر خوش ہوئے کہ فرمایا:

''اللہ تعالیٰ گواہ اور علیم ہے کہ اگر مجھے کوئی کروڑوں روپے لا دیتا تو میں کبھی اتنا خوش نہ ہوتا جیسا اس خط نے مجھے خوشی بخشی ہے۔''

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ 279)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

گورنمنٹ انگلشیہ نے بڑی آزادی دے رکھی ہے اور ہر قسم کا امن ہے۔ مگر کابل میں تو لوگ ایک طرح سے اسیر اور مقید ہیں۔ وہ باہر جانا چاہیں تو ان کے لئے کئی قسم کی پابندیاں ہیں اور بیہودہ نگرانیاں کی جاتی ہیں خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو اسی لئے اس مبارک سلطنت کے ماتحت رکھا۔

(ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ 418)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

مومنوں کے دو گروہ ہوتے ہیں ایک تو جان فدا کرنے والے اور دوسرے جو ابھی منتظر ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ہماری جماعت کے بہت سے لوگوں میں سے وہ چودہ اچھے ہیں جو کہ قید میں ہیں۔

ابھی بہت سا حصہ ایسا ہے جو کہ صرف دنیا کو چاہتا ہے حالانکہ جانتے ہیں کہ مر جانا ہے اور موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے مگر پھر بھی دنیا کا خیال بہت ہے۔ اس سرزمین (پنجاب) میں بزدلی بہت ہے بہت کم ایسے آدمی ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں اکثر خیال بیوی بچوں کا رہتا ہے دو دو آنہ پر جھوٹی گواہی دیتے ہیں مگر اس کے مقابلہ پر سرزمین کابل میں وفا کا مادہ زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی لیے وہ لوگ قرب الٰہی کے زیادہ مستحق ہیں (بشرطیکہ مامور من اللہ کی آواز کو گوشِ دل سے سنیں) خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اسی لیے ابراہیم کی تعریف کی ہے جیسے کہ فرمایا ہے اِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی (النجم:38) کہ اس نے جو عہد کیا اسے پورا کر کے دکھایا۔ لوگوں کا دستور ہے کہ حالت تنعم میں وہ خدا سے برگشتہ رہتے ہیں اور جب مصیبت اور تکلیف پڑتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں مانگتے ہیں اور ذرا سے ابتلاء سے خدا سے قطع تعلق کر لیتے ہیں خدا کو اس شرط پر ماننے کے لیے طیار ہیں کہ وہ ان کی مرضی کے برخلاف کچھ نہ کرے۔ حالانکہ دوستی کا اصول یہ ہے کہ کبھی اپنی اس سے منوائے اور کبھی اس کی آپ مانے اور یہی طریق خدا نے بھی بتلایا ہے ایک جگہ تو فرماتا ہے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المؤمن:61) کہ تم مانگو تو میں دوں گا یعنی تمہاری بات مانوں گا اور دوسری جگہ اپنی منواتا ہے اور فرماتا ہے وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ الخ (البقرہ:156) مگر یہاں آج کل لوگ خدا تعالیٰ کو مثل غلام کے اپنی مرضی کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ غوث، قطب، ابدال اور اولیاء وغیرہ جس قدر لوگ ہوئے ہیں ان کو یہ سب مراتب اسی لیے ملے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم رکھتے چلے آئے چونکہ افغانستان کے لوگوں میں یہ مادہ وفا کا زیادہ پایا جاتا ہے اس لیے کیا تعجب ہے کہ وہ لوگ ان لوگوں (اہل پنجاب) سے آگے بڑھ جاویں اور گوئے سبقت لے جاویں اور یہ پیچھے رہ جاویں کیونکہ وہ لوگ اپنے عہد کے اس قدر پابند ہیں کہ جان تک کی پروا نہیں کرتے نہ مال کی نہ بیوی کی نہ بچے کی جس کا نمونہ ابھی مولوی عبد اللطیف صاحب نے دکھا دیا ہے۔

صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب کی شہادت کے بعد چودہ آدمی اس وجہ سے بادشاہ کابل نے قید کر دیئے کہ وہ کہتے تھے کہ صاحبزادہ صاحب پر ظلم ہوا۔ اور صاحبزادہ صاحب حق پر تھے۔ (مرتب)

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ 359-360)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

طاعون تو ابھی سر پر ہے۔ یہ کوئی صحیح فیصلہ تو نہیں کہ اب طاعون دور ہوگئی ہے۔ یاد رکھو کہ مفتری کو خدا تعالےٰ بے سزا کبھی نہیں چھوڑتا۔ ابھی تو طاعون کی نسبت گورنمنٹ خود بھی حیران ہے کہ اس کو روکنے کی کیا تدبیر کی جاوے اور اس طرف خدا تعالےٰ نے ہمیں بھی خبر دے رکھی ہے کہ اس سال یا اگلے سال سخت طاعون پڑے گی اور شدت سے پڑے گی اور مغربی ممالک بھی خطرناک طاعون پڑے گی اور کابل کی نسبت طاعون تو نہیں مگر یہ فرمایا ہے کہ وہاں پچاس ہزار آدمی ہلاک ہوں گے اور ساتھ ہی ہمارے ساتھ وعدہ ہے کہ

''اِنِّیۡ اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ''

(ملفوظات جلد نہم ایڈیشن 1984ء صفحہ 400)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اُس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اُس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔عبد اللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اگرچہ اس کو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اس نے عظیم الشان فائدہ اٹھایا۔ اس کو قسم قسم کے لالچ دئے گئے کہ اس کا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہے گا مگر اس نے اس عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ ان کو ہیچ سمجھا یہاںتک کہ جان جیسی عزیز شئے کو جو انسان کو ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا۔ بلکہ دین کو مقدم کیا جس کا اُس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالےٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ میں 23 برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے۔

شَاتَانِ تُذۡبَحَانِ وَ کُلُّ مَنۡ عَلَیۡہَا فَانٍ

کیا اس وقت کوئی منصوبہ ہوسکتا تھا کہ 23 یا 24 سال بعد عبدالرحمٰن اور عبد اللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہ وہاں جاکر شہید ہوں گے۔ وہ دل لعنتی ہے جو ایسا خیال کرے۔ یہ خدا تعالےٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اپنے وقت پر آ کر یہ نشان پورا ہوگیا۔

اس سے پہلے عبد الرحمٰن جو مولوی عبد اللطیف شہید کا شاگرد تھا، سابق امیر نے قتل کرایا محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جہاد کے خلاف ہے اور عبد الرحمٰن جہاد کے خلاف تعلیم افغانستان میں پھیلاتا تھا۔ اور اب اس امیر نے مولوی عبد اللطیف کو شہید کرا دیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لئے ہے۔ اس پیشگوئی کے معنے اب مخالفوں سے پوچھو کہ کیا یہ پیشگوئی صریح الفاظ میں نہیں ہے؟ اور کیا یہ اب پوری نہیں ہوگئی ہے؟ کیونکہ انگریزوں کے ملک میں تو کوئی کسی کو بیگناہ ذبح نہیں کرتا ہے اس لئے یہاں تو اس کا وقوع نہیں ہونا تھا اور علاوہ بریں ہماری تعلیم ایسی تعلیم نہیں تھی کہ کوئی اس کو پکڑ سکے بلکہ یہ تعلیم تو امن کے پھیلانے والی ہے پھر یہ پیشگوئی کیسے پوری ہوتی اس لئے خدا تعالیٰ نے اس نشان کو پورا کرنے کے لئے کابل کی سرزمین کو مقدر کیا ہوا تھا اور آخر 24 سال کے بعد یہ پیشگوئی ٹھیک اسی طرح پوری ہوئی جس طرح پہلے فرمایا گیا تھا۔

(ملفوظات جلد ششم ایڈیشن 1984ء صفحہ 255-257)

(جاری ہے)

ریحانہ صدیقہ بھٹی

تلاش برائے امن

عالمی دنوں کی اہمیت پر بھی قارئین سے قلم اُٹھانے کی درخواست ہے۔ایڈیٹر

عالمی سطح پر بہت سے دن منائے جاتے ہیں انہی میں سے ایک عالمی یوم امن بھی ہے جو ہر سال 21/ستمبر کو منایا جاتا ہے۔ اور اس سال یہ ایسے وقت پر منایا جارہا ہے جب متواتر کئی دہائیوں سے جاری افغانستان جنگ اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور بظاہر یہ ایک تاثر آرہا ہے کہ شائید افغانستان میں امن قائم ہونے کے راستے ہموار ہوجائیں؛ ہماری نیک تمنائیں افغانستان کے مظلوم لوگوں کے ساتھ ہیں۔ اسکے علاوہ بھی اس وقت دنیا میں بہت سے تنازعے جاری ہیں جیسے یمن، سوڈان، شام وغیرہ اور بعض تنازعے مثلاً فلسطین، کشمیر جیسے مسائل تو پچاس سال سے بھی زائد عرصہ سے چلے آرہے ہیں

اکثر اوقات جب بڑی طاقتوں کی طرف سے کسی جنگ کا آغاز کیا جاتا ہے تو اسے ”جنگ برائے امن“ کا نام دیا جاتا ہے لیکن شاذ ہی ایسی کسی جنگ کے نتیجے میں دوبارہ ان علاقوں کو امن کی طرف واپس آتے دیکھا گیا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صدیوں سے امن، انسان کا خواب ہی ہے

دوسری جنگ عظیم اپنی تباہ کاریوں کے انمٹ نقوش چھوڑتی 1945ء میں اپنے اختتام کو پہنچی۔ یہی وہ وقت تھا جب انسان نے دنیا میں امن کی ضرورت کو بہت شدت سے محسوس کیا اور جیسا کہ کسی دانشور نے کہا تھا کہ ہم نے پرندوں کی طرح ہوا میں اڑنا سیکھ لیا ہے اور مچھلی کی طرح پانی میں تیرنا بھی سیکھ لیا ہے اب وقت ہے کہ ہم انسانوں کی طرح زمین پر رہنا بھی سیکھ لیں۔ لہذا معصوم لوگوں پر ایٹم بم کا ہولناک تجربہ کرنے کے بعد، اور قریباً اسی ملین لوگوں کی جانیں ضائع ہوجانے کے بعد، اقوام عالم نے امن کے بارے میں غور وفکر کرنا شروع کیا۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ کا قیام، امن کی ان کوششوں کی طرف ایک احسن قدم تھا۔ انسان کی ان کوششوں کا یہ مثبت نتیجہ تو دیکھنے میں آیا کہ اب تک تیسری عالمی جنگ کسی حد تک ملتوی ہوتی رہی لیکن اس کے ساتھ ہی بہت سی چھوٹی جنگوں کا آغاز ہوگیا

امن کی تلاش یقیناً ایک سعی لاحاصل ہرگز نہیں، اس کو حاصل کرنے کا بہت ہی سادا اور عام فہم اصول عدل کے نام سے جانا جاتا ہے اور ترقی یافتہ ممالک میں نظام عدل پر سختی سے عمل درآمد کروایا جاتا ہے لیکن خدا معلوم کہ جب یہی ترقی یافتہ قومیں کسی دوسری قوم کے بارے میں فیصلے کرتی ہیں تو اس اصول کو غیر ضروری چیز کی طرح بالائے طاق کیوں رکھ دیا جاتا ہے

اسلام نے قرآن کی صورت میں نسل انسانی کو درپیش تمام اہم مسائل کا حل دنیا کے سامنے رکھا ہے اور دنیا میں امن قائم کرنے کے سنہری اصول بھی بیان فرمائے ہیں۔ اور اس بات سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے کہ محض دشمنی کی بنا پر کسی دوسری قوم سے ناانصافی کا معاملہ کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (5:9)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ جو دوسری قوموں کے لوگ قتال پر آمادہ نہیں ہیں، ان سے لڑائی کی جائے۔ بلکہ ان کے ساتھ انصاف اور نیکی کے ساتھ معاملہ کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے

لَا یَنۡهٰىکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَ لَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَ تُقۡسِطُوۡۤا اِلَیۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ

یعنی اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں بے وطن کیا کہ تم اُن سے نیکی کرو اور اُن سے انصاف کے ساتھ پیش آؤ۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (60:9)

پھر قرآن کریم نے تمام اہل کتاب کو ایک خدا کے نام پر اکٹھے ہونے کی دعوت دی ہے کیونکہ ایک خدا کا تصور تمام الٰہی مذاہب کے ماننے والوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ ایسی آفاقی تعلیم ہے جو باہمی اختلافات کم کرنے میں بہت مددگار بن سکتی ہے۔ اگر انسان آپس میں موجود اختلافات بھلا کر مشترک باتوں پر اکٹھے ہوجائیں تو یہ امن قائم کرنے کی طرف نہایت مثبت قدم ثابت ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشۡرِکَ بِهٖ شَیۡئًا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ

کہہ دے اے اہل کتاب! اس کلمہ کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی چیز کو اُس کا شریک ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہیں بنائے گا۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہنا کہ یقیناً ہم مسلمان ہیں۔ (3:65)

انصاف اور امن ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔ ظلم اور ناانصافی معاشرے میں بدامنی اور بے چینی پیدا کرتے ہیں اگر دنیا میں امن قائم کرنا ہمارا مقصد ہے تو اس اصول کو پس پشت پھینک کر ہم یہ مقصد کبھی حاصل نہیں کرسکتے لہٰذا ہمیں اس کی سمت میں قدم بڑھانا ہوگا

ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک شخص گلی سے گزر رہا تھا اس نے دیکھا کہ اسکا ہمسایہ اپنے گھر کے سامنے کھڑا کچھ ڈھونڈ رہا ہے پوچھنے پر پتہ چلا کہ اس کی سوئی گم ہوگئی ہے وہ شخص بھی اپنے ہمسائے کی مدد کے لئے اس کی تلاش میں شامل ہوگیا لیکن کافی دیر تک ڈھونڈنے پر بھی اس کی گمشدہ سوئی نہ ملی تب اس نے اپنے ہمسائے سے پوچھا کہ آپ کی سوئی کہاں گم ہوئی تھی تو اس نے بتایا کہ وہ اندر میرے گھر میں گم ہوئی تھی وہ شخص بہت سٹپٹایا کہنے لگا پھر یہاں کیوں ڈھونڈ رہے ہو؟ اندر جاکر ڈھونڈو! تو اس کے ہمسائے نے جواب دیا اندر کیسے ڈھونڈوں وہاں تو اندھیرا ہے

تو جناب یقیناً دنیا کو امن نصیب ہوگا بس یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ہم اسے غلط جگہ پر تو تلاش نہیں کررہے؟ کیا ہماری سمت درست ہے؟

مجھے اپنا ستارا ڈھونڈنا ہے
ستاروں سے بھرے اس آسماں کی وسعتوں میں
مجھے اپناستارا ڈھونڈنا ہے
سنا ہے گمشدہ چیزیں
جہاں پر کھوئی جاتی ہیں
وہیں سے مل بھی جاتی ہیں
مجھے اپناستارا ڈھونڈنا ہے

ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

تحریکات خلفائے احمدیت بابت حفظِ قرآن کریم
تدبر و حفظ قرآن کی تحریک

قسط 2

ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے بعض خدام کو یہ کام سپرد فرمایا کہ وہ قرآن مجید کے اسماء، افعال اور حروف کی فہرستیں تیار کریں۔ اس طریق سے خدام میں قرآن مجید کی خدمت اور اس پر غور وفکر کی عادت پیدا کرنا مقصود تھا۔

مولوی ارجمند خانصاحب کا بیان ہے کہ اس تحریک کے سلسلہ میں میرے حصہ میں اٹھارہواں پارہ آیا جو میں نے پیش کر دیا۔ ایک بار آپ نے 12 دوستوں کو تحریک فرمائی کہ اڑھائی اڑھائی پارے یاد کرلیں۔ اس طرح سب مل کر حافظ قرآن بن جائیں۔

(تشحیذ الاذہان مارچ 1912ء جلد 7 صفحہ 101)

اسکیم حفظِ قرآن

تعلیم القرآن کی ہی ذیلی سکیم حفظ قرآن ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 7 دسمبر 1917ء کو وقف زندگی کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

''جو لوگ اپنے بچوں کو وقف کرنا چاہیں وہ پہلے قرآن کریم حفظ کرائیں۔ کیونکہ مبلغ کے لئے حافظ قرآن ہونا نہایت مفید ہے۔بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ اگر بچوں کو قرآن حفظ کرانا چاہیں تو تعلیم میں حرج ہوتا ہے۔لیکن جب بچوں کو دین کے لئے وقف کرنا ہے تو کیوں نہ دین کے لئے جو مفید ترین چیز ہے وہ سکھالی جائے۔ جب قرآن کریم حفظ ہو جائے گا تو اور تعلیم بھی ہو سکے گی۔ میرا تو ابھی ایک بچہ پڑھنے کے قابل ہوا ہے اور میں نے تو اس کو قرآن شریف حفظ کرانا شروع کرا دیا ہے۔ ایسے بچوں کا تو جب انتظام ہوگا اس وقت ہوگا اور جو بڑی عمر کے ہیں وہ آہستہ آہستہ قرآن حفظ کر لیں گے۔''

(الفضل 22 دسمبر 1917ء۔خطبات محمود جلد 5 صفحہ 612)

اپریل، مئی 1922ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت میں حفظ قرآن کی تحریک فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ کم از کم تیس آدمی قرآن کریم کا ایک ایک پارہ حفظ کریں جس پر کئی احباب نے لَبَّیْكَ کہا۔

(الفضل 4 مئی 1922ء صفحہ 1)

24/اپریل 1944ء کو دعویٰ مصلح موعود کے بعد حضورؓ نے پھر حفاظ پیدا کرنے کی تحریک فرمائی۔

(الفضل 26 جولائی 1944ء صفحہ 4,3)

حضرت مصلح موعودؓ نے 29 /اپریل 1946ء کو تحریک فرمائی کہ قرآن کریم کا چرچا اور اس کی برکات کو عام کرنے کے لئے ہماری جماعت میں بکثرت حفاظ ہونے چاہئیں۔ چنانچہ فرمایا:

''صدر انجمن احمدیہ کو چاہئے کہ چار پانچ حفاظ مقرر کرے جن کا کام یہ ہو کہ وہ مساجد میں نمازیں بھی پڑھایا کریں اور لوگوں کو قرآن کریم بھی پڑھائیں۔ اسی طرح جو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں جانتے ان کو ترجمہ پڑھا دیں اگر صبح وشام وہ محلوں میں قرآن پڑھاتے رہیں تو قرآن کریم کی تعلیم بھی عام ہو جائے گی اور یہاں مجلس میں بھی جب کوئی ضرورت پیش آئے گی ان سے کام لیا جاسکے گا۔ بہرحال قرآن کریم کا چرچا عام کرنے کے لئے ہمیں حفاظ کی سخت ضرورت ہے۔ انجمن کو چاہئے کہ وہ انہیں اتنا کافی گزارہ دے کہ جس سے وہ شریفانہ طور پر گزارہ کرسکیں۔ پہلے دو چار آدمی رکھ لئے جائیں پھر رفتہ رفتہ اس تعداد کو بڑھایا جائے''۔

(الفضل 26/اگست 1960ء صفحہ 4)

چنانچہ حضورؓ کی توجہ اور ہدایات کے تابع جماعت میں حفظ قرآن کی سکیم کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ تاریخی ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ 1920ء سے قبل قادیان میں حافظ کلاس کا آغاز ہو چکا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اسی کلاس سے قرآن حفظ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد یہ کلاس احمد نگر، پھر مسجد مبارک ربوہ اور جون 1969ء سے جامعہ احمدیہ کے کوارٹر اور کچھ دیر مسجد حسن اقبال جامعہ میں جاری رہی۔ 1976ء میں باقاعدہ مدرسۃ الحفظ قائم کیا گیا۔ 2000ء میں مدرسۃ الحفظ کو موجودہ نئی عمارت میں منتقل کیا گیا۔

(الفضل 11/اپریل 2001ء)

مدرسۃ الحفظ سے سینکڑوں بچے اب تک قرآن حفظ کر چکے ہیں۔

اسی طرح بچیوں کے لئے 17 مارچ 1993ء سے عائشہ دینیات اکیڈمی قائم کی گئی ہے جس سے سینکڑوں بچیاں قرآن حفظ کرچکی ہیں۔

2 ستمبر 2000ء کو برطانیہ میں مدرسہ حفظ قرآن عمل میں آیا جس میں ٹیلی فون اور جز وقتی کلاسوں کے ذریعہ بچوں کو قرآن حفظ کروایا جاتا ہے۔ اس کا نام اَلْحَافِظُوْن رکھا گیا ہے۔

یکم مارچ 2005ء کو غانا میں جامعہ احمدیہ کے ساتھ مدرسۃ الحفظ کا قیام عمل میں آیا۔

(الفضل 13 مئی 2006ء)

حفظِ قرآن کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی خلافت کے آغاز میں جہاں قرآن کریم پڑھنے پڑھانے اور اس پر غور و تدبر کرنے کی تلقین فرمائی، تعلیم القرآن کے لئے وقف عارضی کی تحریک فرمائی۔ وہاں قرآن کریم کو حفظ کرنے کے سلسلہ میں حضورؒ نے خدام کو ارشاد فرمایا کہ وہ قرآن مجید کا ایک ایک پارہ حفظ کریں جب ایک پارہ حفظ ہو جائے تو دوسرا پارہ حفظ کیا جائے اس سکیم سے حضورؒ کا مقصد قرآن مجید کے زیادہ سے زیادہ حفاظ تیار کرنا تھا۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ نے اس تحریک پر کماحقہ عمل کرنے کی کوشش کی اور خدام کو ایک ایک پارہ حفظ کرنے کی سکیم تیار کی بعد میں اس کا جائزہ بھی لیا جاتا رہا اور ان خدام کے نام جنہوں نے ایک ایک پارہ حفظ کرلیا تھا۔حضورؒ کی خدمت میں بغرض دعا بھجوائے گئے۔

(الفضل خلیفہ ثالث نمبر)

سورۃ البقرہ کی 17 آیات یاد کرنے اور سمجھنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 12 ستمبر 1969ء کو کراچی میں خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا:

میرے دل میں یہ خواہش شدت سے پیدا کی گئی ہے کہ قرآن کریم کی سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیتیں جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ ہر احمدی کو یاد ہونی چاہئیں اور ان کے معانی بھی آنے چاہئیں اور جس حد تک ممکن ہو ان کی تفسیر بھی آنی چاہئے اور پھر ہمیشہ دماغ میں وہ مستحضر بھی رہنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ستر، اسی صفحات کا ایک رسالہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفہ اولؓ اور حضرت مصلح موعودؓ کی تفاسیر کے متعلقہ اقتباسات پر مشتمل ہوگا، شائع بھی کر دیں گے۔ مجھے آپ کی سعادت مندی اور جذبہ اخلاص اور اس رحمت کو دیکھ کر جو ہر آن اللہ تعالیٰ آپ پر نازل کر رہا ہے امید ہے کہ آپ میری روح کی گہرائی سے پیدا ہونے والے اس مطالبہ پر لَبَّیْكَ کہتے ہوئے ان آیات کو زبانی یاد کرنے کا اہتمام کریں گے۔ مرد بھی یاد کریں گے عورتیں بھی یاد کریں گی۔ چھوٹے بڑے سب ان سترہ آیات کو ازبر کرلیں گے۔ پھر تین مہینے کے ایک وسیع منصوبہ پر عمل درآمد کرتے ہوئے ہم ہر ایک کے سامنے ان آیات کی تفسیر بھی لے آئیں گے۔

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 851)

حضور نے متعدد بار ان آیات کی تفسیر بھی بیان فرمائی اور جماعت کے کثیر احباب نے اس تحریک پر لَبَّیْكَ کہا۔

منتخب حصوں کے حفظ کی تحریک

ایک تحریک حضور انور نے یہ فرمائی کہ قرآن مجید کی چھوٹی سورتیں اور بعض آیات حفظ کی جائیں۔

حضور انور کو قرآن مجید کے مختلف مضامین پر مبنی آیات کے حفظ کا بہت خیال تھا اور خود بھی خلافت سے قبل بھی اور بعد میں بے انتہا مصروفیات کے باوجود بھی اس کا تعہد فرماتے رہے اور نمازوں میں بدل بدل کر مختلف حصوں کی تلاوت فرماتے۔ ان منتخب حصوں کو حفظ کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''بچوں کو خصوصیت سے اور بڑوں کو بھی وہ آیتیں یاد کر لینی چاہئیں۔ جن کی نمازوں میں میں تلاوت کرتا ہوں اور اکثر میں فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں بدل بدل کر تلاوت کرتا ہوں۔ یہ آیتیں جو میں نے چنی ہیں کسی مقصد کے لئے چنی ہیں۔ اگر ان کا ترجمہ آتا ہو تو اس کا دل پر اثر پڑے گا۔ اگر مطلب نہ آتا ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 7 جون 1996ء)

باقی آئندہ ان شاءاللہ

حقیقی نیکی

غریب اور مستحق دل کے مریضوں کی مالی معاونت کے لئے ''نادار مریضان'' کے نام سے ایک مد قائم ہے۔ احباب جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

''تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔''

(آل عمران :93)

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

حاصلِ مطالعہ

قسط نمبر 8

نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسولؐ! میں گناہ کا مرتکب ہوا ہوں اور سزا کا مستحق ہوں۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا اس شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب نماز ختم ہوئی تو اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! میں سزا کا مستحق ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے مقررہ قانون کے مطابق سزا دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تُو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ اس نے کہا جی حضورؐ! پڑھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس نیکی کی وجہ سے تجھے بخش دیا گیا ہے۔ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

(بخاری، کتاب المحاربین اذا اقر بالحد)

ارشادِ مبارک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’اللہ کی قسم! میں ہی مسیح موعود ہوں اور میرے رب نے مجھے سلطانِ مبین عطا فرمایا ہے اور میں اپنے ربّ کی طرف سے بصیرت پر قائم ہوں۔‘‘

(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 90 تا 92)

سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب

مشہور مستشرق فلپ کے حتی لکھتے ہیں:

’’دنیا میں عیسائیوں کی تعداد مسلمانوں سے تقریباً دوگنا ہے لیکن اس کے باوجود وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ تمام کتابوں کے مقابلے میں صرف قرآن کریم ہی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبادتوں میں استعمال ہونے کے علاوہ یہ ایک ایسی کتاب بھی ہے جس کے ذریعہ ہر نوجوان مسلمان عربی سیکھتا ہے۔‘‘

(تاریخ عرب از فلپ کے حتی، آصف جاوید برائے نگارشات باب 5 صفحہ 35)

قبولیتِ دعا کے دو ذرائع

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’ہر مخلص مومن کو چاہیے کہ یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ پر عمل کرے۔ اور خدا سے دعا کرے تا وہ تبلیغ اسلام کے لئے آسانیاں میسر فرمائے اور اسلام کے قیام کے سامان پیدا کرے۔ اور یہ دعائیں انہی لوگوں کی قبول ہوں گی جو اقامۃ الصلوٰۃ کرنے والے ہوں گے۔

جو لوگ نمازیں باقاعدہ اور بلا سخت مجبوری کے باجماعت ادا نہیں کرتے ان کی دعا کم سُنی جاتی ہے۔

اسی طرح یہ دعا انہی کی سنی جائے گی جو اخلاص سے اسلام کے لئے مالی قربانیاں کرنے والے ہوں گے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد سوئم صفحہ 481)

پاکیزہ صحبت کی برکات

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی خدانما مجلس اور پاکیزہ صحبت کی برکتوں نے کس طرح آپ کے خدام میں عشق قرآن اور ایثار نفس کے اوصاف نمایاں کر دیئے۔ اس کا ایک نمونہ حضرت ماسٹر چوہدری محمد علی خان صاحب اشرف کے قلم سے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم کرم دین کے مقدمہ میں بہت سے لوگ حضرت اقدس کے ساتھ گورداسپور میں تھے۔ میرے پاس ایک بڑے سائز کا مترجم قرآن شریف تھا۔ جو مہاراجہ صاحب کپور تھلہ نے اپنے ہاتھ سے دربار خاص میں مجھے انعام دیا تھا۔ کیونکہ میں نے آٹھویں جماعت خاص امتیاز سے مہاراجہ کی ریاست میں پاس کی تھی اور مجھ سے دریافت کیا گیا تھا انعام میں کیا لو گے تو میں نے قرآن مجید مترجم کے لئے عرض کیا اور وہی مجھ کو دیا گیا۔ جس پر ماسوائے یونیورسٹی پنجاب کی سند کے ریاست کی طرف سے بھی مطبوعہ سند جلد قرآن کریم کے اندر کی طرف آویزاں و چسپاں تھی۔ وہ قرآن کریم چونکہ موٹے حروف میں تھا نیز مجھے انعام میں ملا ہوا تھا۔ مجھے اتنا عزیز تھا کہ ہمیشہ میں اس انعامی قرآن شریف کو سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ حضرت کے دوست احباب بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت مولوی عبدالستار صاحب کابلی بھی تھے۔ انہوں نے اس قرآن شریف کو دیکھ کر ایسا پسند کیا کہ مجھ سے مانگنے پر مجبور ہو گئے۔ مجھے فرمایا کہ ’’چونکہ میری نظر کمزور ہے اس لئے مجھے اپنا جلی حروف والا قرآن کریم دے دو‘‘ اور مجھے چھوٹی سی عکسی حمائل اس کے بدلے میں دے دی اور قرآن مجید مجھ سے لے لیا۔

حضرت اقدس کی صحبت میں رہنے سے چھوٹے چھوٹے بچوں میں بھی ایثار کا مادہ ہو گیا تھا۔ باوجودیکہ میں طالب علم تھا اور انعامی قرآن کریم کا گرویدہ مگر میں نے ان کی درخواست کو رد کرنا مناسب نہ سمجھا اور ان سے دعائیں لیں۔

(الحکم 28 جنوری 1936ء صفحہ 5)

سب نماز پر قائم ہو جائیں

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’مَیں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور مُمسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے مَیں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 619)

چندہ دینے سے ایمانی طاقت حاصل ہو گی

حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں:

’’میں نے اپنی جماعت کے لوگوں کو بارہا کہا ہے کہ جو شخص دینی لحاظ سے کمزور ہو وہ اگر اَور نیکیوں میں حصہ نہ لے سکے تو اس سے چندہ ضرور لیا جائے کیونکہ جب وہ مال خرچ کرے گا تو اس سے اس کو ایمانی طاقت حاصل ہو گی اور اس کی جرأت اور دلیری بڑھے گی اور وہ دوسری نیکیوں میں بھی حصہ لینے لگ جائے گا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 612)

خلافت سے فیض پانے کی شرط

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

’’تمکنت حاصل کرنے اور نظامِ خلافت سے فیض پانے کیلئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو۔ کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہو گی ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس انعام کے بعد اگر تم میرے شکر گزار بنتے ہوئے میری عبادت کی طرف توجہ نہیں دو گے تو نافرمانوں میں سے ہو گے۔ پھر شکر گزاری نہیں ناشکر گزاری ہو گی اور نافرمانوں کے لئے خلافت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ مومنوں کے لئے ہے۔ پس یہ انتباہ ہے ہر اُس شخص کیلئے جو اپنی نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتا کہ نظام خلافت کے فیض تم تک نہیں پہنچیں گے۔ اگر نظام خلافت سے فیض پانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرو کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ یعنی میری عبادت کرو۔ اس پر عمل کرنا ہوگا پس احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا جو خلافت کی صورت میں جاری ہے تب فائدہ اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہونگے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 151)

مدثر ظفر

لائیکا LAIKA

لائیکا ایک آوارہ کتیا تھی جسے تجرباتی طور پر خلائی سفر کے لیے بھیجا گیا۔ روسی زبان میں بھونکنے کو لائیکا کہا جاتا ہے، اس مناسبت سے اسے لائیکا نام دیا گیا۔ لائیکا پہلا جانور نہیں تھا جسے خلاء میں بھیجا گیا ہو۔ اس سے پہلے ایک درجن کتے، مکھیاں، ڈریگن فلائی، چوہے اور ایلبرٹ نامی بندر بھی 1948ء میں لائیکا سے پہلے خلاء میں بھیجے جا چکے تھے۔ لیکن وہ زمین کے مدار کے اندر یعنی Sub-orbital ''سب آربٹل''مشن تھے۔ Sub-orbital مشن زمین سے محض 100 کلومیٹر کی بلندی تک ہی جاتے ہیں اس لیے انہیں مکمل خلائی مشن نہیں کہا جا سکتا۔

لائیکا اور اس کا مشن اس حوالہ اہم تھے کہ یہ پہلا مکمل خلائی مشن تھا اور لائیکا یہ مشن کرنے والا پہلا جانور تھی۔ گو یہ منفرد مشن تھا لیکن جیسا سمجھا جاتا ہے لائیکا خلاء میں جانے والی خوش نصیب جانور ہرگز نہیں تھی۔ 1950ء سے پہلے انسانوں کو خلاء میں بھیجنا ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ خلائی مشن میں کوئی انسان زندہ رہ پائے گا یا نہیں اس بات کا پتہ لگانے کے لیے مختلف جانوروں کو خلاء میں بھیجا جاتا تھا۔ 1957ء میں روس کے شہر ماسکو کی سڑکوں پر گھومتی ہوئی لائیکا ایک تین سال کی آوارہ کتیا تھی۔ تب لائیکا کو معلوم نہیں تھا کہ وہ انسانی خلاء مہم میں تاریخ کا ایک اہم باب بننے جا رہی ہے۔ اسی دوران سویت اسپیس پروگرام کے تحت دنیا کے پہلے اسپیس سیٹلائیٹ اسپوٹنک ون کو کامیابی کے ساتھ لانچ کر دیا گیا تھا۔ اس میں کوئی بھی جاندار نہیں تھا۔ چنانچہ اس سے اگلے مشن اسپوٹنک ٹو کے لیے لائیکا کو خلاء میں بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ فیصلہ بہت عجلت میں کیا گیا تھا اور جس ایئر کرافٹ میں لائیکا کو بھیجا جانا تھا اس کی تیاری کے لیے صرف چار ہفتوں کا وقت تھا۔ مناسب تحقیق کے بغیر اسپوٹنک ون سے حاصل ہونے والی معلومات اور ڈیٹا کے ساتھ اسپوٹنک ٹو کو کافی جلدی میں لانچ کیا گیا تا کہ سات نومبر 1957ء کو روس کے عظیم «بالشویک انقلاب» کی 40 ویں سالگرہ مشن کی کامیابی کے ساتھ دھوم دھام سے منائی جا سکے۔

یہی عجلت معصوم لائیکا کے دردناک انجام کی وجہ بنی۔ اس اسپیس کرافٹ کا نام اسپوٹنک ٹو تھا اور اسے خاص طور پر ایک کتے کو خلاء میں لے جانے کے لیے ڈیزائن کیا گیا تھا۔ اس میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرنے، اور آکسیجن بنانے والے یونٹ اور ٹھنڈا رکھنے والا نظام نصب تھا۔ سات دن تک زندہ رہنے کے لیے اس میں لائیکا کے لیے کھانا رکھا گیا تھا اور فضلہ جمع کرنے کے لیے ایک بیگ بھی نصب تھا۔ یہ کیبن اتنا

چھوٹا تھا کہ اس میں گھومنے پھرنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ یہ صرف 28 دنوں میں تیار کیا گیا تھا۔ اب ایک کتے کو ڈھونڈنا تھا جسے اس مشن پر بھیجا جا سکتا۔ سویت اسپیس کے سائنسدانوں نے جان بوجھ کر ایک آوارہ کتے کا انتخاب کیا کیونکہ وہ پالتو جانوروں کی نسبت زیادہ سخت جان ہوتے ہیں اور مشکل حالات کا مقابلہ زیادہ اچھے طریقے سے کر سکتے ہیں۔ نر کتے کے بجائے مادہ کا انتخاب اس لیے کیا گیا کیونکہ وہ جسامت میں نر سے چھوٹی اور وزن میں ہلکی ہوتی ہیں، نیز انہیں سدھانا آسان ہوتا ہے۔ ایسا جانور خلائی مشن کے لیے زیادہ سازگار تھا۔ خلاء میں بھیجنے سے قبل لائیکا کو خاص تربیت دی گئی تا کہ وہ ایسے ماحول میں وقت گزارنے کے قابل ہو جہاں کشش ثقل صفر ہوتی ہے۔ اسپوٹنک ٹو ائیر کرافٹ میں لائیکا کے لیے بنایا گیا کیبن کافی چھوٹا تھا اس لیے لائیکا کو ایک اور اسی طرح کے کیبن میں بیس دن تک رکھا گیا۔ تا کہ جب اسے اسپوٹنک ٹو کے کیبن میں بٹھایا جائے تو اسے کوئی مشکل نہ ہو۔ لائیکا نے کامیابی سے تمام تربیتی مراحل طے کر لیے تھے۔

اُس دور میں مشن کو خلاء میں بھیجنے کی ٹیکنالوجی تو موجود تھی لیکن واپسی کا کوئی ذریعہ ابھی وجود میں نہیں آیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ لائیکا اپنے پہلے اور آخری سفر پر روانہ ہو رہی تھی۔ اس یک طرفہ سفر پر روانہ کرنے سے قبل مشن میں شامل ایک سائنسدان لائیکا کو اپنے ساتھ باہر لے کر گئے اور زندگی کے اُن آخری ایام میں اپنے بچوں سے ملوایا اور کھیلنے کودنے کا موقع دیا۔ خلاء میں بھیجنے سے قبل لائیکا کو ایک زنجیر سے باندھ کر اسپوٹنک ٹو کے کیبن میں بٹھا دیا گیا۔ لائیکا تین دن تک اسی حالت میں رہی تا کہ وہ اس حالت سے اچھی طرح مطابقت حاصل کر لے۔ 3 نومبر 1957ء کو لانچ والے دن لائیکا کو خاص طور پر بنایا گیا اسپیس سوٹ پہنایا گیا جس میں مختلف سینسر نصب تھے۔ ان سینسرز کی مدد سے اس کے سانس اور دل کی دھڑکن کو براہ راست دیکھا جا سکتا تھا۔ اسپوٹنک ٹو کو کامیابی سے لانچ کر دیا گیا۔ ابتدائی چند منٹوں میں شدید دباؤ اور شور کے باعث لائیکا کے دل کی دھڑکن معمول سے تین گنا اور سانس کی رفتار چار گنا تک بڑھ چکی تھی۔ اس کے باوجود لائیکا نے خود کو سنبھالے رکھا اور دو ہزار میل کے فاصلہ تک زمین کے مدار میں پہنچنے میں کامیاب ہوئی۔ پہلے چند گھنٹوں تک سب کچھ معمول کے مطابق تھا لیکن اچانک اسپوٹنک ٹو کے کولنگ سسٹم نے کام کرنا چھوڑ دیا۔

چار ہفتوں کا وقت ایک اسپیس کرافٹ کو بنانے کے لیے کافی نہیں تھا۔ عجلت میں بنائے گئے اسپیس ایئر کرافٹ میں کئی خامیاں تھیں۔ کولنگ سسٹم کے ناکارہ ہونے کی وجہ سے لائیکا کے کیبن کا ٹمپریچر بڑھنے لگا اور اس کے دل کی دھڑکن معمول کی دھڑکن یعنی 103 فی منٹ سے بڑھ کر 240 فی منٹ ہو گئی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ گرمی کے باعث لائیکا کتنی تکلیف میں ہو گی۔ لائیکا تین گھنٹے تک لگاتار زندگی موت کی کشمکش میں رہی۔ حدت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا اور کیبن کا درجہ حرارت 90 ڈگری تک پہنچ گیا تھا۔ 5 گھنٹوں بعد سوٹ میں لگے سینسرز سے سگنل آنا بند ہو گئے اور اسی کے ساتھ لائیکا جان کی بازی ہار گئی۔ اس کے باوجود اسپوٹنک ٹو 162 دن تک مری ہوئی لائیکا کے ساتھ خلاء میں گردش کرتا رہا اور 2570 بار زمین کے گرد چکر لگائے۔ بالآخر 14 اپریل 1958ء میں اسپوٹنک ٹو زمین کے مدار میں داخل ہوتے ہی جل کر راکھ ہو گیا اور لائیکا کی باقیات کبھی دریافت نہ ہو سکیں۔

2008ء میں حکومت روس نے لائیکا کے اعزاز میں ایک مجسمہ بنایا اور اسے اس جگہ نصب کیا جہاں لائیکا کو خلائی مشن کے لیے تربیت دی گئی تھی۔ اس مجسمہ میں ایک راکٹ کے اوپر لائیکا کو کھڑے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

50ء کے عشرے میں جانوروں کی حقوق کی تنظیمیں نہیں تھیں۔ اس کے باوجود لائیکا کو خلاء میں بھیجنے کے خلاف شدید منفی عالمی ردعمل سامنے آیا۔ احتجاج کرنے والوں کا کہنا تھا کہ لائیکا کی بحفاظت واپسی کے لیے کوئی اقدامات نہیں کیے گئے اور معصوم جانور کو خودکش مشن پر خلاء میں بھیجا گیا۔ خلائی تسخیر کے باب میں لائیکا کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا جس نے 2000 میل زمین سے دور خلاء میں وقت گزارا جس کی بدولت مستقبل میں انسانوں کو خلاء میں بھیجنے کا راستہ آسان ہوا۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

جو قصائی کی دکان سے خریدتے تھے وہ پھینک دو اور یہ احمدی ہے اس کو مارو۔ چنانچہ وحشی مسلمانوں نے ایسا ہی کیا۔ اُس کے سر سے خون بہہ رہا تھا اور مقدمہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر سبّی بلوچستان کے حضور دادرسی کی درخواست دی گئی تو مقدمہ دائر کرنے کے بعد کہتے ہیں مجھ کو الہام ہوا کہ شادی خان کا مکان بچایا جاوے گا۔ مَیں نے سب دوستوں کو اس سے اطلاع دی کہ سب مع بال بچوں کے جو تعداد میں چھتیس کس تھے سب شادی خان کے مکان میں چلے جاوٴ۔ چنانچہ سب چلے گئے۔ نتیجہ کا انتظار تھا کہ شادی خان نے آدھی رات کے وقت کہا۔ شادی خان صاحب نے بھی خواب دیکھی کہ مَیں ایک بڑے دربار میں طلب کیا گیا۔ وہاں ایک شخص بڑی شان و شوکت سے خیمہ لگائے تخت پر بیٹھا ہے۔ اُس کے گرد اس اُمّت کے اولیاء بیٹھے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازے پر کھڑے میرا انتظار کر رہے ہیں۔ مَیں نے جب پوچھا تو اُس وقت میرے سر سے خون بہہ رہا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہاتھ میری ٹھوڑی پر رکھا اور دوسرے سے سر کو پکڑ کر اُس تخت کے پاس لے گئے (یہ خواب اپنی بتا رہے ہیں) اور عرض کی کہ جب میرے مریدوں کا یہ حال ہو تو مَیں کیا کروں؟ تخت والے نے آواز دی کہ کوئی ہے۔ ایک بڑا جرنیل کہ تمغے اُس کے لگے ہوئے تھے حاضر ہوا۔ اُس کو حکم ہوا کہ شادی خان کے ساتھ جاوٴ۔ چنانچہ مَیں آگے ہوا۔ میرے پیچھے جرنیل اور اُس کے پیچھے فوج ہے اس شہر میں داخل ہو گئی۔ (یہ انہوں نے خواب دیکھی) اس کے بعد انہوں نے کہا اب میں مقدمہ نہیں کرنا چاہتا۔ میرا بدلہ خدا لے لے گا۔ چنانچہ اس کے بعد پانی کا ایک طوفانِ عظیم آیا اور شہر کے بیرونی حصے کو غرق کر دیا صرف شادی خان کا مکان بچ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 5 صفحہ 77 تا 79۔ روایات از حضرت نور محمد صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 13/ اپریل 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: احمد طاہر مرزا۔ اکرا، گھانا

تکمیل حفظ قرآن مدرسة الحفظ گھانا

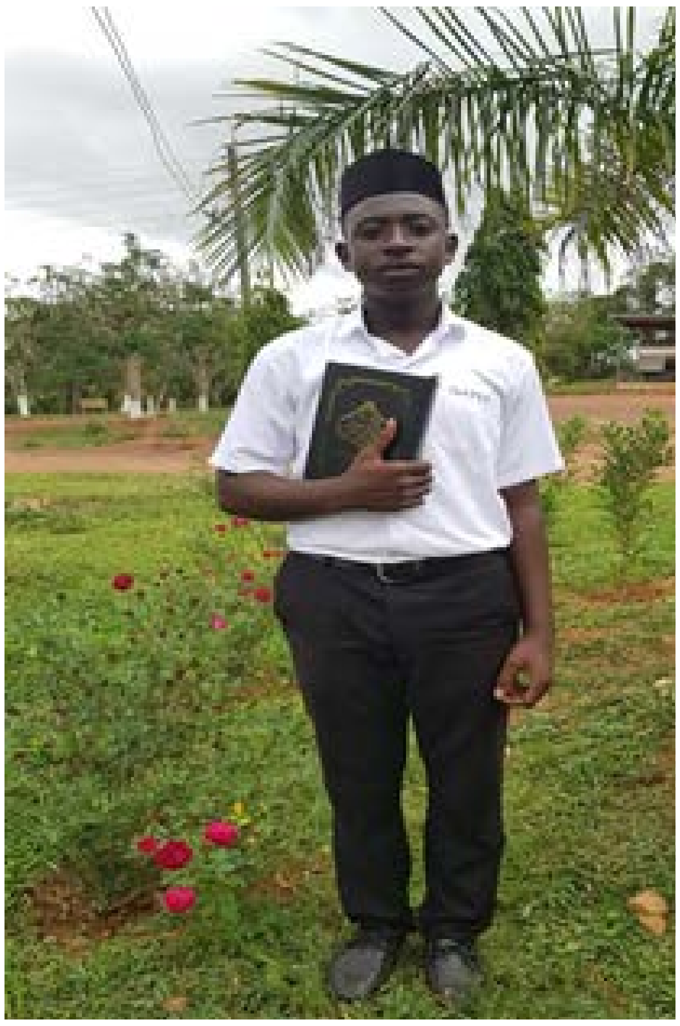

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مؤرخہ 31اگست 2021ء کو مدرسة الحفظ، جامعة المبشرین، ایکفی ایکرافو گھانا ایک طالب علم عزیزم عبدالقادر اگیمنگ Agyemang ابن مکرم عبداللہ اگیمنگ نے چار سال کی مدت میں قرآن کریم مکمل حفظ کرلیا ہے۔ ماشاء اللہ تعالیٰ۔عزیزم کا تعلق Bekwai بیکوائی اشانٹی ریجن گھانا سے ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سعادت عزیزم و احباب جماعت کے لئے مبارک فرمائے اور عبدالقادر کے لئے مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

عزیزم مدرسة الحفظ گھانا کے 69ویں حافظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مکرم پرنسپل صاحب (مکرم حافظ مبشر احمد جاوید پرنسپل و اسٹاف ممبر مکرم حافظ خلیق بشیر مدرسة الحفظ گھانا کو بھی اپنے فضلوں سے نوازے جن کی شبانہ روز محنت سے یہ اہم سنگ میل طے ہوا۔ آمین ثم آمین۔

(ادارہ الفضل کی طرف سے عزیزم حافظ عبدالقادر کو قرآن کریم حفظ کرنے پر مبارکباد قبول ہو)

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ إِنِّیٓ أَسۡأَلُكَ خَیۡرَھَا وَخَیۡرَ مَا جَبَلۡتَھَا عَلَیۡهِ وَأَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ شَرِّھَا وَمِنۡ شَرِّ مَا جَبَلۡتَھَا عَلَیۡهِ

(سنن ابی داؤد، کِتَابُ النِّکَاحِ بَابُ فِی جَامِعِ النِّکَاحِ حدیث:2160)

ترجمہ: اے اللہ! میں اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس خیر کا جس پر تو نے اس کو پیدا کیا، اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے۔

یہ سید و مولیٰ خیر البشر، خاتم النبیین، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی شادی کرنے وقت کی دعا ہے۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی کسی عورت سے شادی کرے یا کوئی خادم خریدے تو چاہیئے کہ یہ دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ إِنِّیٓ أَسۡأَلُكَ خَیۡرَھَا وَخَیۡرَ مَا جَبَلۡتَھَا عَلَیۡهِ وَأَعُوۡذُ بِكَ مِنۡ شَرِّھَا وَمِنۡ شَرِّ مَا جَبَلۡتَھَا عَلَیۡهِ"

مرسلہ: مریم رحمن

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ضرورت حفاظت دین

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"بعض لوگ ایسے دیکھے جاتے ہیں جو کہتے ہیں کہ حفاظت کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ دیکھو جو شخص باغ لگاتا ہے یا عمارت بناتا ہے تو کیا اس کا فرض نہیں ہوتا یا وہ نہیں چاہتا کہ اس کی حفاظت اور دشمنوں کی دست بُرد سے بچانے کے لئے ہر طرح کی کوشش کرے؟ باغات کے گرد کیسے کیسے احاطے حفاظت کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ اور مکانات کو آتشزدگیوں سے بچانے کے لئے نئے نئے مصالحے تیار ہوتے ہیں اور بجلی سے بچانے کے لئے تاریں لگائی جاتی ہیں۔ یہ امور اس فطرت کو ظاہر کرتے ہیں جو بالطبع حفاظت کے لئے انسانوں میں ہے پھر کیا اللہ تعالیٰ کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کرے؟ بیشک حفاظت کرتا ہے۔ اور اس نے ہر بلا کے وقت اپنے دین کو بچایا ہے۔ اب بھی جب ضرورت پڑی اس نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 7 - 8)

مرسلہ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

29 ستمبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	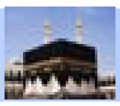	04:55	18:10
مدینہ منورہ	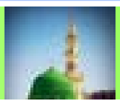	04:55	18:11
قادیان	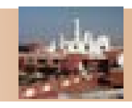	5:00	18:16
ربوہ	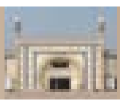	04:40	17:56
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:31	18:45